کلامِ میر میں خبط کے عناصر

Elements of Obsession in Mir's Poetry

DOI: https://doi.org/10.54692/nooretahqeeq.2024.08022197

شہر بانو ظفر
Sheher Bano Zafar
Ph.D Scholar, Department of Urdu
Govt. College University, Faisalabad.

ڈاکٹر سعید احمد
Dr. Saeed Ahmad
Associate Professor, Department of Urdu
Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

"Obsession and insanity are presented as highly positive motivations in Mir's poetry. Shattered thoughts and psychotic conditions become permanently imprinted on a delicate yet exceptionally coherent and organized mind due to a traumatized childhood, societal cruelty, unanswered love, and various forms of deprivation. Mir has immortalized his fragmented thoughts into a form that connects deeply with consciousness. This review article highlights how a natural and pure poet can create seemingly scattered and uncoordinated imaginations and thoughts influenced by aspects such as obsession, anxiety, psychosis, mental disorders, psychological events, and thought disorders. Mir universalizes these characteristics in his poetry, elevating and subliming his thoughts, making his poetry evergreen."

Keywords:

Mir's Poetry, Obsession, Insanity, Psychotic conditions, Shattered thoughts, Scattered imaginations, Coherent mind, Psychological, Mind disorders.

میر تقی میر دبستانِ دہلی کے روشن چراغ "سرتاجِ شعرائے اردو"، "خدائے سخن" جیسے القابات سے یاد کیے جانے والے ایسے صاحبِ کمال شاعر ہیں جن کی شاعری کا اعتراف نہ صرف ان کے معاصرین نے کیا بلکہ ہر دور میں ان کی شاعرانہ عظمت اور استادی کو تسلیم کیا گیا۔ میر آپنے فن اور شعری کمالات کے خود شناس بھی تھے:

جانے کا نہیں شور سخن کا میرے ہرگز

تاحشر جہاں میں مرا دیوان رہے گا[۱]

مولانا عبدالباری آسی لکھتے ہیں:

"شیفتہؔ گلشنِ بے خار میں ان کو "اشعر الشعرا" میرؔ حسن "افصح الفصحائے زماں"، قائمؔ "شمع انجمن عشق بازاں" کہتے ہیں۔"[۲]

ادب کے نامور شعرا، ادبا، ناقدین اور سخن شناسوں نے میرؔ کی استادی اور عظمت کا برملا اظہار کیا ہے۔ مرزا سودا نے ع "ہونا ہے تجھ کو میرؔ سے استاد کی طرف" کہا۔ مصحفی نے خود کلامی کی ع "پھبتا ہے یہ اندازِ سخن میر کے اوپر" غالبؔ نے میرؔ سے عقیدت کا اظہار کیا ہے:

ریختہ کے تمھیں استاد نہیں ہو غالبؔ
کہتے ہیں اگلے زمانہ میں کوئی میرؔ بھی تھا[۳]

ذوقؔ نے اعتراف کیا: ع " نہ ہوا پر نہ ہوا میرؔ کا انداز نصیب" حسرتؔ نے بڑی حسرت سے کہا: "میرؔ کا شیوۂ گفتار کہاں سے لاؤں" جبکہ میرؔ کی تعلی ان پر خوب جچتی ہے:

سارے عالم میں ہوں میں چھایا ہوا
مستند ہے میرا فرمایا ہوا[۴]

میرؔ نے کم و بیش ہر صنفِ سخن میں اپنی شاعری کے جوہر دکھائے لیکن غزل میں میرؔ کا مقام منفرد اور جداگانہ ہے۔ میرؔ نے خود اظہار کیا:

ع غزل سے لگا ہے بہت میرؔ دل

میرؔ نے غزل کو بے پناہ وسعت دی۔ اردو شاعری میں صنفِ غزل سب سے زیادہ اہم ہے اور میرؔ کا رنگِ تغزل بے مثال ہے۔ غزل کا بنیادی حوالہ "عشق" ہے۔ جبکہ میرؔ کی حیات کا بنیادی حوالہ "عشق" قرار دیا جا سکتا ہے:

ڈاکٹر عبادت بریلوی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"بات در حقیقت یہ ہے کہ میرؔ غزل کی صنف کے ساتھ خاص مناسبت رکھتے ہیں۔ میرؔ کی زندگی عشق سے عبارت تھی اور غزل بھی عشق ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔"[۵]

میرؔ کے عشق کی شدت نے انھیں جنون عطا کیا۔ میرؔ کی شاعری کے کینوس پر خبط و جنوں، سودائی پن، دیوانگی اور آشفتہ سری کی نفسیاتی و ذہنی واردات کے رنگ بہت گہرے اور نمایاں ہیں۔ میرؔ خبط کا شکار ہوئے ان کے عشق کی ناکامی ان کے خبط و جنوں کا محرک بنی۔ جنون اور دیوانگی نفسیاتی اعتبار سے ذہنی خلل اور ذہنی انتشار کے مختلف مظاہر ہیں۔ خبط ذہن کی وہ اندرونی کیفیت ہے جس میں افکار و خیالات منتشر، بے معنی، گنجلک اور بے ربط ہو جاتے ہیں۔

فرہنگ آصفیہ میں "خبط" کے معنی یوں درج ہیں:

"عقل کا جنون کے ساتھ آمیز ہونا، جنون، دیوانگی، سودا۔"(۶)

نفسیاتی اصطلاح میں خبط Obsession کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے:

"Obsession are pessistent thoughts, ideas, impulses or images that seem to invade a person's consciousness."(۷)

خبط کو عقل کا جنون کے ساتھ آمیز ہونا قرار دیا گیا ہے۔ عشق میں ادب اور جنون میں شعور میرؔ کا خاصا ہے یہ جنون و دیوانگی ان کے پختہ تخیل اور شعور کی عطا ہے:

خوش ہیں دیوانگیٔ میرؔ سے سب
کیا جنون کر گیا شعور سے وہ(۸)

آداب جنوں چاہیے ، ہم سے کوئی سیکھے
دیکھا ہے بہت یاروں نے آشفتہ سروں کو(۹)

نفسیات کے مطابق تخلیق اور جنون کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ماہرین کے مطابق تخلیق کار ابنارمل ہوتا ہے، تخلیق کا اعصابی و ذہنی انتشار سے گہرا تعلق ہے۔ تخلیق کار اعصابی انتشار کا مریض ہو سکتا ہے لیکن ہر مریض تخلیق کار نہیں ہو سکتا۔ اس ضمن میں سید شبیہ الحسن رقم طراز ہیں:

"دنیا کے اعلیٰ پایہ کے ذہن معتدل جنون کا شکار رہے ہیں اور اسی کی بدولت وہ عظیم تخلیقات معرضِ وجود میں آئیں جو انسانی معجزے کی حیثیت رکھتی ہیں۔۔۔ جس طرح سیلاب زمین کی زرخیزی کا سبب بن سکتا ہے اسی طرح جنون ذہنی قوتوں کے ارتقاع کا سبب ہو سکتا ہے۔"(۱۰)

نفسیاتی نکتہ نظر سے میر کی ذہنی حالت اور شخصیت پر ان کے موروثی اثرات، ناموافق حالات کا گہرا اثر پڑا۔ ماہرین کا خیال ہے کہ دیوانگی، جنون اور تخلیقیت کی جینز (Genes) ایک ہی ہیں۔ جنہیں تخلیقی صلاحیتیں آزمانے کے لیے سازگار حالات میسر ہوں وہ فن کار بن جاتے ہیں جنہیں ناموافق / نامساعد حالات درپیش ہوں وہ جنون کا شکار ہو جاتے ہیں۔ میرؔ جیسے نابغۂ روزگار کے ساتھ ایسا ہی معاملہ پیش آیا۔ جس کے باعث میر خبط و جنون کا شکار ہوئے لیکن میر کا خبط انھیں تخیل اور شعور کے اعلیٰ درجے تک لے گیا۔

"میرؔ کی حساسیت، زود رنجی، تنگ مزاجی بلکہ بدمزاجی کی جڑیں جس اعصابیت میں ملتی

ہیں۔ اس کا منبع اس جنون عشق کو قرار دیا جا سکتا ہے۔"(۱۱)

عشق کا میر کی زندگی میں گہرا اثر رہا۔ میر کے والد انھیں ہمیشہ عشق کی تلقین کرتے والد کی نصیحت نے لاشعوری طور پر عشق کا جذبہ ان کی شخصیت میں اجاگر کر دیا۔ اسی جذبے کی آگ جوانی میں بھڑک اٹھی اور بالآخر میرؔ جنون کا شکار ہوئے۔

ڈاکٹر سلیم اختر اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"جوانی میں قدم رکھتے ہی میرؔ کو ایک پردہ نشین سے محبت ہو گئی اور یہ محبت ساری زندگی ان پر اثر انداز رہی۔ میر کا عشق مجرد نہ تھا بلکہ رشتہ داروں کی ایک لڑکی سے تھا جس میں ناکامی جنوں پر منتج ہوئی۔"(۱۲)

رفتہ رفتہ اس پری کے عشق میں
میرؔ سا دانا دیوانہ ہو گیا (۱۳)

میر کے عشق پر سب سے زیادہ قیاس آرائیاں ہوئیں۔ محققین کا خیال ہے کہ میرؔ کی محبوبہ خانِ آرزو کی صاحب زادی تھیں۔ بعض وجوہات کی بنا پر میرؔ کو خان آرزو کا گھر چھوڑنا پڑا۔ میرؔ کی محبوبہ یعنی پردہ نشین کا ذکر میرؔ نے اپنی خودنوشت میں بھی نہیں کیا اسی پری تمثال سے دوری اور ناکامیٔ عشق کے باعث میرؔ خبط و جنوں کا شکار ہوئے:

کیا کیا عشق میں رنج اٹھائے دل اپنا سب خون ہوا
کیسے رکتے تھے خفگی سے آخر کار جنون ہوا(۱۴)

عشق و محبت جب زیادتی اختیار کر جائیں تو جنون بن جاتے ہیں۔ میرؔ شاعر بھی تھے اور جنونی بھی۔ ان کا جنون انھیں تخلیق کے اعلیٰ درجے پر پہنچاتا ہے۔ "عشق" انسان اور حیات دونوں کا مرکز و محور ہے۔ عشق میں انسان اور اس کا وجود دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔ میرؔ کی دیوانگی اور جنون کی وجہ عشق میں ناکامی تھی جس نے انھیں سودائی، خبطی اور جنونی بنا دیا:

"میر کی دیوانگی کی وجہ عشق میں ناکامی تھی اور اس دور میں اظہارِ محبت کی ممانعت تھی جس وجہ سے جذبات کا انخلا نہ ہونے کی وجہ سے جنوں میں مبتلا ہو گیا۔"(۱۵)

خبط، جنون، دیوانگی، سودائی پن، شوریدگی، آشفتہ مری میرؔ کی زندگی کے اہم پہلو ہیں۔ میرؔ خبط و جنون کی کیفیات تک کیسے پہنچے اس حوالے سے میرؔ "ذکر میر" میں اپنے جنون کے متعلق لکھتے ہیں:

"میں پاگل ہو گیا۔۔۔ میں تمام دن جنون کرتا اور اس کی یاد میں دل خون کرتا، دیوانہ و مست کے مانند کف بر لب ہاتھوں میں پتھر لیے پھرتا، میں افتاں و خیزاں اور لوگ مجھ

سے گریزاں۔"(۱۶)

زمانے میں مرے شورِ جنوں نے
قیامت کا سا ہنگامہ اٹھایا(۱۷)

خبط و جنوں اگر مستقل رہنے لگے تو "وحشت" کی صورت اختیار کر جاتا ہے، ناکامی عشق سے جنوں جیسی کیفیت کے باعث میرؔ کے کلام میں الم پسندی، یاسیت، خبط اور وحشت کے کئی دھارے پھوٹ پڑے:

وحشت کے متعلق ناصر عباس نیرؔ لکھتے ہیں:

"وحشت کو واضح کرنا بے حد مشکل ہے۔۔۔ آدمیوں سے بھاگنا، سودا، خبر، جنوں، بہیمیت، اداسی، ویرانی۔"(۱۸)

میرؔ کی وحشت اداسی، سرد مہری، بے مہری اور خبط نفسیاتی طور پر Psychosis یعنی شدید ذہنی مرض کی علامات ظاہر کرتا ہے:

Psychosis کیسا ذہنی مرض ہے اس کے متعلق Introduction to Psychology میں درج ہے:

"Psychosis included more serious mental disorder the individual behaviour and thought process where so disturbed that he or she was out of touch with reality could not cope with the demands of daily life."(۱۹)

ہوا خبط سے مجھ کو ربط تمام
لگی رہنے وحشت مجھے صبح و شام(۲۰)

کہیں ہیں میرؔ کو مارا گیا شب اس کے کوچے میں
کہیں وحشت میں شاید بیٹھے بیٹھے اٹھ گیا ہوگا(۲۱)

میرؔ اپنی وحشت کے حوالے سے "ذکرِ میر" میں ذکر کرتے ہیں:

"میرا اکڑھا ہوا دل اور بھی کڑھنے لگا وحشت پیدا ہوگئی۔ جس حجرے میں رہتا تھا اس کا دروازہ بند کر لیتا اور اس ہجومِ غم میں تنہا بیٹھ جاتا۔"(۲۲)

میرؔ کی یہ ذہنی و نفسی حالت شدید اختلالِ ذہنی کی عکاس ہے۔ اختلالِ ذہنی کے تین مراحل ہوتے ہیں پہلے مرحلے میں مریض اردگرد کے ماحول میں دلچسپی لینا کم کر دیتا ہے اور خود ساختہ بے معنی سوچوں اور خیالوں میں کھویا رہتا

ہے اسے نفسیاتی اصطلاح میں "Thought Disorder" کی بیماری بھی کہا جاتا ہے۔ میرؔ خبط کی حالت میں خیالات ٹھیک طرح بیان نہ کر پاتے۔ ان کے خیالات بے ربط اور افکار بے ترتیب ہو گئے تھے۔

میرؔ کو وحشت ہنگی قیامت واہی تباہی بکتے ہیں
حرف و حکایت کیا مجنوں کی دل میں کچھ مت لاؤ(۲۳)

دوسرے مرحلے میں مریض ہیجانی ابتری کا شکار ہو جاتا ہے۔

بہت شور وحشت سر میں میرے سوچ نے تیری
لکھی تصویر تو زنجیر پہلے کھینچ لی پا میں(۲۴)

تیسرے مرحلے میں مکمل ذہنی اختلال کا مریض بن جاتا ہے۔ جس میں اوہام اور وسوسے لاحق ہو جاتے ہیں۔ میر کا جنون تینوں مراحل طے کرتا نظر آتا ہے یعنی میرؔ Psychotic Major Depression کا شکار رہے۔

میر کی بات پہ ہر وقت یہ جھنجھلایا نہ کر
سڑی ہے خبطی ہے وہ شیفتہ ہے مجنوں ہے(۲۵)

"This is when an individual suffers from symptoms of major depression and also has hallucinations and delusions."(۲۶)

میرؔ واہیت (Hallucination) کا شکار ہوئے جو خبط و جنون میں لاحق ہوتا ہے۔ واہیت ایسا غلط ادراک ہوتا ہے جس میں نظر آنے والی چیزیں یا آوازیں حقیقت میں موجود نہیں ہوتی لیکن اسیر جنوں انھیں دیکھتا، سنتا اور محسوس کرتا ہے۔ میرؔ جب جنوں کا شکار ہوئے انھیں ان کی محبوبہ چاند میں دکھائی دیتی۔

ڈاکٹر حامدی کشمیری لکھتے ہیں:

"ان کی زندگی میں ایک ایسا وقت آیا جب وہ دیوانگی کا شکار ہوئے انھیں چاند میں "ماہِ پیکر" نظر آتی جنون ان کے یہاں ایک مثالی عورت سے جذباتی شیفتگی کی انتہائی صورت اختیار کرتا ہے۔"(۲۷)

عشق کرتے ہیں اس پری رو سے
میر صاحب بھی کیا دوانے ہیں(۲۸)

کلام میرؔ میں خبط کے ساتھ بہار کو بہت مناسبت ہے۔ موسم بہار اور جنون کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ بہار کی

آمد پر دیوانے، مجنوں اور سودائی دشت و بیاباں کی طرف بھاگتے ہیں اور دامن چاک کر لیتے ہیں:

دشتِ جنوں نے اب کے کپڑوں کی دھجیاں کیں
دامان و جیب میرے ہیں تار تار دونوں(۲۹)

میرؔ اب بہار آئی صحرا میں چل جنوں کر
کوئی بھی فصلِ گل میں نادان گھر رہے ہے(۳۰)

میرؔ کی ذہنی حالت بہار کے موسم میں بدتر صورت اختیار کر گئی میرؔ ہر وقت پریشان اور غمزدہ رہنے لگے۔ میر بہار کی آمد پر کہتے ہیں:

کچھ فکر کرو مجھ دیوانے کی
دھوم ہے پھر بہار آنے کی(۳۱)

میرؔ "ذکر میرؔ" میں لکھتے ہیں:

"ناگاہ موسم بہار آیا جنون کے داغ (اور بھی) ہرے ہو گئے۔"(۳۲)

موسم گل آیا ہے یارو کچھ میری تدبیر کرو
یعنی سایہ سرو و گل میں اب مجھ کو زنجیر کرو(۳۳)

فصلِ گل یا بہار کی رُت عاشقوں، دیوانوں کے لیے وحشت زدہ ہوتی ہے اس موسم میں دیوانے عالم جنون میں گریبان و دامن تار تار کر دیتے ہیں:

دم بعد جنوں مجھ میں نہ محسوس تھا یعنی
جامہ میں مرے یاروں نے اک تار نہ پایا(۳۴)

موسم بہار میں عشاق کا جنون حد سے بڑھ جاتا ہے۔ انھیں تنگ جگہوں اور در و دیوار سے وحشت، گھٹن، گھبراہٹ، الجھن اور خوف محسوس ہونے لگتا ہے۔ نفسیاتی اصطلاح میں اسے Claustrophobia کہا جاتا ہے۔

وحشت تھی ہمیں بھی وہی گھر بار سے اب تک
سر ماریں ہیں اپنے درودیوار سے اب تک(۳۵)

Claustrophobia میں مریض تنگ جگہوں سے وحشت محسوس کرتا ہے۔ میرؔ اس نفسیاتی کیفیت سے دوچار ہوتے ہیں:

دیوانگی کہاں کہ گریباں سے تنگ ہوں
گردن مری ہے طوق میں گویا پھنس رہی(۳۶)

خبط و جنون کا شکار اس کیفیت میں دامن چاک کر دیتے ہیں۔ انھیں گریبان طوقِ گلو محسوس ہوتا ہے۔ انھیں شدید وحشت کے عالم میں زنجیریں پہنادی جاتی ہیں۔ میرؔ اس مضمون کو اس انداز میں بیان کرتے ہیں:

جب سے ناموس جنوں گردن بندھا ہے تب سے میرؔ
جیب جاں وابستہ زنجیر تا داماں ہوا(۳۷)

شاید بہار آئی ہے دیوانہ ہے جوان
زنجیر کی سی آتی ہے جھنکار کان میں(۳۸)

کلاسیکی غزل گو شعرا کے ہاں "چاکِ گریباں" اور "تار تار دامن" روایتی مضامین ہیں یہ کیفیت شدید وحشت، جنون، دیوانگی اور خبط کی وجہ سے سامنے آتی ہے لیکن میر کے ہاں یہ نفسیاتی کیفیت غیر معمولی درجہ رکھتی ہے:

اب کے جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھ رہے
دامن کے چاک او رگریباں کے چاک میں(۳۹)

سن اے جنوں کہ مجھ میں نہیں کچھ سوائے دم
تار ایک رہ گیا ہے یہی پیرہن کے بیچ(۴۰)

میرؔ اپنی شوریدگی اور شورشِ جنوں کو نفسیاتی و قلبی انداز میں بیان کرتے ہیں۔ چاک گریباں کے مضمون کو جس طرح میر نے وسعت دی کسی اور شاعر کے ہاں اس کی مثال ملنا مشکل ہے:

ناصح مرے جنوں سے آگہ نہ تھا کہ ناحق
گوڈر گیا گریباں سارا سلا سلا کر(۴۱)

اکثر اوقات جنوں کی شدید حالت میں سر پھوڑنا یا پٹکنا دیوانے کے لیے تشفی کا باعث بنتا ہے:

زنداں میں بھی شورش نہ گئی اپنے جنوں کی
اب سنگ مداوا ہے اس آشفتہ سری کا(۴۲)

میرؔ خبط میں متضاد کیفیات کا شکار رہے۔ جنوں جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو پھر سر پھوڑنا بھی سکوں نہیں دیتا۔

میرؔ کے اشعار ان کی شوریدگی کے آئینہ دار ہیں:

جب رات سر پٹکنے نے تاثیر کچھ نہ کی
ناچار میرؔ منڈکری سی مار سو رہا[۴۳]

نفسیاتی لحاظ سے میرؔ کی یہ کیفیات Borderline Personality Disorder کی طرف اشارہ کرتی ہیں جس میں مریض اپنی ذات کو نقصان پہنچاتے ہیں اور شدید رویہ اپناتے ہوئے خود کو تکلیف دے کر سکون محسوس کرتے ہیں:

"Borderline Personality disorder is a complex disorder. Many of the patients who come to mental health emergency rooms are people with this disorder who have intentionally hurt themselves... Many engage in self-injurious or self-multilation behaviours, such as cutting or burning themselves or banging their heads."[۴۴]

مجنون، دیوانے خبط کی حالت میں عشق میں فنافی المحبوب ہو کر گھر بار سے ترکِ تعلق کر لیتے ہیں۔ بد وضعی اور قابلِ ترس حالت ان کا شیوہ بن جاتی ہے۔ وحشت اضطراب آشفتہ سری کی حالت میں دیوانہ دشت نوردی کے لیے نکل جاتا ہے۔ جنون کی شدت کے باعث اسے پابہ زنجیر کیا جاتا ہے لیکن یہ سعی لاحاصل ہوتی ہے کیونکہ خبط کے سامنے زنجیریں اور تدبیریں کارگر ثابت نہیں ہوتی:

جنوں میں اب کے کام آئی نہ کچھ تدبیر بھی آخر
گئی کل ٹوٹ میرے پاؤں کی زنجیر بھی آخر[۴۵]

کوئی تو آبلہ پا دشتِ جنوں سے گزرا
ڈوبا ہی جانے ہے لوہو میں سرخار ہنوز[۴۶]

میر نے اپنے خبط کے اظہار کے لیے ''مجنوں'' کو استعارتاً پیش کیا اس کے ذکر نے میرؔ کے کلام میں جنون اور خبط کی عکاسی کی:

تھا جنوں کا لطف مجنوں سے سو دنیا سے گیا
مغفرت ہو اس کو وحشی ہم سے بھی تھا آشنا[۴۷]

میؔر نے اپنے عشق و جنوں کے لیے مجنوں جیسے عاشق کا حوالہ ضرور دیا لیکن خود کو اس سے ارفع سمجھا:

وحشت میں ہوں بلا گر وادی پہ اپنی آؤں
مجنوں کی محنتیں سب میں خاک میں ملاؤں(۴۸)

مختصر یہ کہ کلام میؔر میں خبط و جنون اپنی تمام تر وحشت، شوریدہ سری، آشفتہ سری، جنونیت، تار تار پیرہن، دشت نوردی، شدتِ اظہا، عصبانیت، دیوانگی اور ذہنی اختلال کی نفسیاتی کیفیات میں موجود ہے۔ میؔر نے خبط کو نفسیاتی، ذہنی اور قلبی واردات کا آئینہ دار بنایا۔

میؔر نے خبط کو نفسیاتی و ذہنی پہلوؤں سے اس انداز میں اجاگر کیا ہے کہ یہ بظاہر منتشر و غیر مربوط تخیل و افکار ہیں لیکن یہ میؔر کے خون سے آبیاری پا کر علویت اور ارفعیت تک پہنچ گے ہیں کہ انھیں میؔر خدائے سخن کا خاصا قرار دیا جا سکتا ہے۔۔

حوالہ جات

۱۔ میر تقی میر، کلیاتِ میر، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء، ص۵

۲۔ عبد الباری آسی، مولانا، ''مقدمہ'' مشمولہ: کلیات میر، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء، ص:۳۸۔۳۹

۳۔ مرزا اسد اللہ خاں غالب، دیوانِ غالب جدید، المعروف بہ نسخہ حمیدیہ، مرتبہ: مفتی محمد انوار الحق، بھوپال مدھیہ پردیش اُردو اکادمی، ۱۹۸۲ء، ص:۱۹۵

۴۔ کلیاتِ میر، مثنوی، ص:۸۱۹

۵۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، میر تقی میر، لاہور: شعبہ تاریخ ادبیات ادارہ ادب و تنقید، ۱۹۸۰ء، ص:۹۰

۶۔ سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، جلد دوم، لاہور: مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ اے اے پرنٹرز، ۱۹۷۴ء، ص:۱۸۲

۷۔ Ronald J. Comer, Abnormal Psychology, ۹th Edition Princeton University, ۲۰۱۵, P.۱۶۱

۸۔ کلیاتِ میؔر، دیوان پنجم، ص:۶۶۱

۹۔ کلیاتِ میؔر، دیوان دوم، ص:۳۱۸

۱۰۔ شبیہ الحسن، سید، تنقید و تحلیل، لکھنؤ: ادارہ فروغ ادب، ۱۹۵۸ء، ص:۱۷۲۔۱۷۳

۱۱۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تخلیق اور لاشعوری محرکات، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۳ء، ص:۱۶۱

۱۲۔ ایضاً، ص:۱۵۳

۱۳۔ کلیاتِ میر، دیوان پنجم، ص:۵۴۳

۱۴۔ ایضاً، ص:۵۴۵

۱۵۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تخلیق اور لاشعوری محرکات، ص:۱۶۱

۱۶۔ نثار احمد فاروقی، مترجم، میر کی آپ بیتی، نئی دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۹۶ء، ص:۱۱۴۔۱۱۵

۱۷۔ کلیاتِ میر، دیوان ششم، ص:۶۲۶

۱۸۔ ناصر عباس نیئر، جدیدیت اور نو آبادیات، کراچی: اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۲۱ء، ص:۴۸

۱۹۔ Atkinson Rital, Atkinson Richard C Hilgard Ernest R. Introduction to Psychology, ۸th edition Harcourt Brace Jovanovich Inc., USA, P. ۴۵۵

۲۰۔ کلیاتِ میرؔ، مثنوی خواب و خیال، ص:۹۶۹

۲۱۔ کلیاتِ میر، دیوان اوّل، ص:۳۵

۲۲۔ نثار احمد فاروقی، ذکر میر، ص:۱۱۴

۲۳۔ کلیاتِ میر، دیوان چہارم، ص:۴۹۵

۲۴۔ کلیاتِ میر، دیوان سوم، ص:۴۱۸

۲۵۔ کلیاتِ میر، دیوان اوّل، ص:۱۸۹

۲۶۔ Paul Kleinman, Psych ۱۰۱, Psychology Facts Basics, Statistics Tests and more, Adams, Media Avon Massachusetts, P.۲۳۲

۲۷۔ حامدی کشمیری، ڈاکٹر، کارگہ شیشہ گری، میر کا مطالعہ، کشمیر: ادارہ ادب جواہر نگر، ۱۹۸۲ء، ص:۱۱۰

۲۸۔ کلیاتِ میرؔ، دیوان دوم، ص:۲۹۷

۲۹۔ کلیاتِ میر، دیوان چہارم، ص:۵۰۹

۳۰۔ کلیاتِ میر، دیوان اوّل، ص:۱۷۶

۳۱۔ کلیاتِ میر، دیوان دوم، ص۳۲۴

۳۲۔ نثار احمد فاروقی، ذکر میر، ص:۱۱۴۔۱۱۵

۳۳۔ کلیاتِ میر، دیوان پنجم، ص:۵۹۶

۳۴۔ کلیاتِ میر، دیوان اوّل، ص:۲۳

۳۵۔ کلیاتِ میر، دیوان سوم، ص:۴۸۹

۳۶۔ کلیاتِ میر، دیوان اوّل، ص:۱۵۱

۳۷۔ کلیاتِ میرؔ، دیوان دوم، ص:۲۲۹

۳۸۔ کلیاتِ میر، دیوان پنجم، ص:۲۵۳

۳۹۔ کلیاتِ میر، دیوان چہارم، ص:۵۰۹

۴۰۔ کلیاتِ میر، دیوان دوم، ص:۲۵۸

۴۱۔ کلیاتِ میر، دیوان اوّل، ص:۶۵

۴۲۔ کلیاتِ میر، دیوان اوّل، ص:۶

۴۳۔ کلیاتِ میرؔ، دیوان دوم، ص:۲۳۹

۴۴۔ Ronald J. Comer, Abnormal Psychology, ۹th Edition Princeton University, ۲۰۱۵, P.۵۳۶

۴۵۔ کلیاتِ میر، دیوان دوم، ص:۲۷۰

۴۶۔ کلیاتِ میر، دیوان اوّل، ص:۷۶

۴۷۔ کلیاتِ میر، دیوان ششم، ص:۲۳۳

۴۸۔ کلیاتِ میر، دیوان اوّل، ص:۹۱